Standard High School

Mughalabad Road, Tench Bhatta, Rwp Cantt.
Phone No. 051-5525585, 5563903

السلام وعلیکم!

ہم سب آپ کے لیے دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ اُمید ہے آپ سب خیریت سے ہوں گے۔

آپ کے خیر خواہ

سٹینڈرڈ ہائی سکول انتظامیہ بمعہ سٹاف

شکریہ

جماعت۔ نہم ۔ مضمون۔ اردو

ڈرامے کا نام/سبق کا نام۔ لہواور قالین
ڈرامہ نگار / مصنف کا نام۔میرزا ادیب
صنفِ ادب۔ڈرامہ(سنجیدہ ڈرامہ)

کتاب سے سبق کا مطالعہ کرنے کے بعد درج ذیل مشقی سوالات کے جوابات اردو (الف) کی کاپی پر خوشخط تحریر کریں۔

سوال نمبر 1: مختصر جواب دیں۔

۱۔تجمل نے اختر کے بارے میں کس قسم کے خیالات کا اظہار کیا؟

جواب۔ تجمل نے کہا اختر جیسے فنکاروں کی عادت ہوتی ہے کہ ہر وقت کسی نہ کسی سوچ میں ڈوبے رہتے ہیں،الگ تھلگ رہنا چاہتے ہیں۔

۲۔ اختر کا حلیہ بیان کیجیے۔

جواب۔ اختر ادھیڑ عمر کا شخص،سر کے بال بکھرے ہوئے،آنکھیں شب بیداری کی وجہ سے سرخ،لباس پاجامہ اور قمیص۔آستینیں چڑھی ہوئیں،آنکھوں کے گرد حلقے زیادہ نمایاں تھے۔

۳۔اختر کو کون تصویریں بنا کر دیتا تھا؟

جواب۔ اختر کو اس کا غریب دوست نیازی تصویریں بنا کر دیتا تھا۔

۴۔ نیازی نے اپنی تصویریں اختر کے حوالے کیوں کیں؟

جواب۔ نیازی ایک غریب مصور تھا۔ نیازی کا خاندان غربت کی چکی میں پس رہا تھا۔ جب اختر نے اسے اپنی ذہنی کیفیت بتائی اور التجا کی کہ وہ (نیازی) مجھے اپنے ہاں رہنے کی جگہ دے دے۔ یہ سن کر اس(نیازی) نے کہا،دیکھو!اگر تم آج کلَ تصویریں نہیں بنا سکتے تو کوئی حرج کی بات نہیں تمہارے لیے میں تصویریں بناتا رہوں گا، تم مجھے اتنے پیسے دے دیا کرو کہ میں اور میرا خاندان عزت و آبرو کے ساتھ رہ سکیں۔

۵۔ تصویریں اختر کی نہیں ہیں۔ اس انکشاف پر تجمل کا ردعمل کیا تھا؟

جواب۔ جب تجمل کو پتا چلا کہ جن تصاویر کو وہ آج تک اختر کی تصاویر سمجھتا رہا وہ کسی اور کی ہیں تو اسے ایک دھچکا لگا اس نے اختر سے کہا کہ تم مجھے اب تک دھوکا دیتے آئے ہو ۔

۶۔ سردار تجمل حسین کی کوٹھی کا نام کیا تھا ؟

جواب۔ سردار تجمل حسین کی کوٹھی کا نام" النشاط " تھا ۔

۷۔ تجمل کی عمر کتنی تھی ؟

جواب ۔ تجمل کی عمر چالیس اور پینتالیس کے درمیان ہو گی ۔

۸ ۔ تجمل نے اختر کو کون سی خوشخبری سنائی ؟

جواب ۔ تجمل نے اختر کو کہا کہ میں ایک بہت بڑی خوشخبری سنانے آیا ہوں تمہیں ، ابھی ابھی میرے ایک دوست نے فون کیا ہے ، ججوں نے تمھاری تصویر کو اول انعام کا مستحق قرار دیا ہے ۔ مَیں نے تفصیل معلوم کرنے کے لیے رؤف کو بھیج دیا ہے ۔ ابھی آجائے گا ۔

۹ ۔ اختر دو سال قبل کہاں رہتا تھا ؟

جواب ۔ اختر دو سال پہلے ایک تنگ و تاریک گلی کے ایک خستہ اور بدنما مکان میں رہتا تھا ۔

۱۰۔ اختر کے نزدیک نیازی کا قاتل کون تھا ؟

جواب ۔ اختر کے نزدیک نیازی کا قاتل سردار تجمل حسین تھا کیونکہ سردار تجمل حسین نے اس کا فن خرید لیا تھا اور ایک فنکار کے لیے اس کا فن اس کی اولاد کی طرح ہوتا ہے ۔

سوال نمبر 2 ۔ میرزا ادیب نے اس ڈرامے میں کیا پیغام دیا ہے ؟

جواب ۔ میرزا ادیب نے اس ڈرامے میں سرمایہ دار طبقے پر زبردست طنز کیا ہے ۔ سرمایہ دار لوگ سوسائٹی میں اپنا بھرم رکھنے کے لیے مختلف حیلے بہانوں سے کام لیتے ہیں ۔ بظاہر ان کے اعمال نیک نیتی پر مبنی ہوتے ہیں لیکن درحقیقت وہ اپنی جھوٹی نمود و نمائش کے خواہاں ہوتے ہیں ۔ دوسری طرف فنکار غربت کی چکی میں پس رہے ہیں وہ چند سکوں کے عوض اپنا فن بیچنے پر مجبور ہوتے ہیں اور سرمایہ دار ان کی اسی مجبوری سے فائدہ اُٹھاتے ہیں ۔ اس کے علاوہ میرزا ادیب نے یہ بھی پیغام دیا ہے کہ معاشرے کے دولت مند افراد کو فنکاروں کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی محض فن کی خدمت اور فن کی قدر کے جذبے کے تحت کرنی چاہیے تاکہ کسی کی دل آزاری نہ ہو اور معاشرے میں منفی رجحانات نہ جنم لیں ۔

سوال نمبر 4 ۔ اس ڈرامے کے کرداروں کے نام لکھیں ۔

جواب ۔

بابا ۔ نوکر

تجمل ۔ ایک سرمایہ دار

اختر ۔ مصور

رؤف ۔ تجمل کا پرائیویٹ سیکرٹری

سوال نمبر 10 ۔ درج ذیل کے معانی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں ۔

۱۔ فنکار۔ (ہنر مند۔ اپنے فن کا ماہر)

ایک فنکار کے لیے اس کا فن اس کی اولاد کی طرح ہوتا ہے۔

۲۔ شب بیداری۔ (رات بھر جاگنا)

علی کی آنکھیں شب بیداری کی وجہ سے سرخ تھیں۔

۳۔ خوشخبری۔ (اچھی خبر)

علی نے مجھے اپنے پاس ہونے کی خوشخبری سنائی۔

۴۔ اعزاز۔ (انعام۔ عزت والی۔ تمغہ۔)

نشان حیدر پاکستان کا سب سے بڑا فوجی اعزاز ہے۔

۵۔ کارنامہ۔ (غیر معمولی کام۔ بڑا کام کرنا۔)

راشد منہاس شہید نے کم سنی میں بہت بڑا کارنامہ انجام دیا۔

۶۔ شیش محل۔ (شیشے سے بنا محل۔ شیشے کا گھر۔)

شیش محل لاہور میں واقع ہے۔

۷۔ کش مکش۔ (جنگ۔ کشیدگی۔ جھگڑا۔ کھینچا تانی۔)

حادثے کی وجہ سے احمد زندگی اور موت کی کش مکش میں مبتلا ہے۔

۸۔ نمائش گاہ۔ (نمائش کی (والی) جگہ)

کل نمائش گاہ میں بہت رش تھا۔

۹۔ سرپرستی۔ (نگرانی میں لینا۔ حمایت۔ امداد۔ مدد کرنا۔)

اختر کو تجمل کی سرپرستی کچھ عرصے بعد محض دکھاوا لگنے لگی۔

۱۰۔ مصور نواز۔ (مصور کی حمایت کرنے والا۔ مصوروں کی قدر کرنے والا۔)

اختر کی مصور نواز شخصیت سے بہت متاثر ہوا۔

جماعت۔ نہم ۔ مضمون۔ اردو

مضمون کا نام/سبق کا نام۔ امتحان

مضمون نگار / مصنف کا نام۔ مرزا فرحت اللہ بیگ

صنفِ ادب۔ مضمون

سوال نمبر 1۔ مختصر جواب دیں۔

۱۔ مضمون نگار کو امتحان سے گھبرانے والوں پر ہنسی کیوں آتی ہے ؟

جواب۔ مضمون نگار کہتے ہیں کہ مجھے امتحان سے گھبرانے والوں پر ہنسی اس لیے آتی ہے کہ آخر امتحان میں شرکت کے دو ہی نتیجے سامنے آتے ہیں ، پاس یا فیل ۔ اس سال امتحان میں کامیاب نہ ہو سکے تو کیا ہوا آئندہ سال امتحان میں کامیاب ہو جائیں گے۔

۲۔ جوں جوں امتحان کے دن قریب آتے جاتے ، مضمون نگار کے دوستوں اور ہم جماعتوں کا کیا حال ہوتا ؟

جواب۔ جوں جوں امتحان کے دن قریب آتے جاتے ، مضمون نگار کے دوستوں اور ہم جماعتوں کے حواس ، ان کا دماغ مختل اور ان کی صورت اتنی سی نکل آتی تھی ۔

۳۔ مضمون نگار نے کون سا امتحان دیا تھا ؟

جواب۔ مضمون نگار نے " لا کلاس " کا امتحان دیا تھا۔

۴۔ مضمون نگار نے امتحان دیا تو کیا نتیجہ نکلا ؟

جواب۔ مضمون نگار کمترین جملہ مضامین میں بدرجۂ اعلیٰ فیل ہوا۔ اس نے صرف دو نمبر حاصل کیے۔

۵۔ مضمون نگار کے والد نے کس طرح اسے تسلی دی ؟

جواب۔ مضمون نگار کے والد صاحب نے اسے تسلی دی اور فرمایا بیٹا گھبرانے کی بات نہیں، اس سال نہیں ، آئندہ سال سہی ۔ آخر کہاں تک بے ایمانی ہو گی :

سو دن چور کے تو ایک دن شاہ کا

سوال نمبر 3۔ مندرجہ ذیل الفاظ اور تراکیب کے معانی لکھیں۔

۱۔ مختل۔ (پریشان۔ بگڑا ہوا)

۲۔ مستغرق۔ (بہت مصروف۔ ڈوبا ہوا)

۳۔ محویت۔ (مصروفیت۔ محو ہو جانا)

۴۔ امداد غیبی۔ (غیبی مدد ، غیب سے ہونے والی مدد)

۵۔ خادم زادہ۔ (خادم / نوکر کا بیٹا)

۶۔ ممتحن۔ (امتحان لینے والا)

۷۔ تشفی۔ (تسلی۔ تسکین)

۸۔ اشک شوئی۔ (آنسو پونچھنا۔ تسلی دینا)

۹۔ کم ترین۔ (نا چیز۔ معمولی۔ بہت چھوٹا)

۱۰۔ بدرجۂ اعلیٰ۔ (اعلیٰ درجے کے ساتھ)

۱۱۔ خادم۔ (نوکر)

نظم کا نام۔ پیوستہ رہ شجر سے ، امید بہار رکھ

شاعر کا نام۔ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

کتاب کا نام۔ بانگِ درا

شعر ۱1۔ ڈالی گئی جو فصل خزاں میں شجر سے ٹوٹ

ممکن نہیں ہری ہو سحاب بہار سے
فصل خزاں۔ خزاں کا موسم۔ ڈالی۔ ٹہنی۔ سحاب بہار۔ بہار کا بادل۔ شجر۔ درخت۔ ہری ہونا۔ سرسبز ہونا
نظم کا نام۔ پیوستہ رہ شجر سے ، امید بہار رکھ
شاعر کا نام۔ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ
تشریح۔
اس شعر میں اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فلسفۂ اجتماعیت پر روشنی ڈالی ہے۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جو شاخ خزاں کے موسم میں ٹوٹ کر درخت سے الگ ہو جائے وہ دوبارہ کبھی سرسبز و شاداب نہیں ہو سکتی اگر چہ بہار آئے اور بہار کا بادل برس کر موسم کو خوش گوار بنا دے لیکن
ع۔ شاخِ بُریده در بہاراں سرسبز نمی آید
(ٹوٹی ہوئی شاخ موسم بہار میں بھی ہری نہیں ہوتی)
اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے یہ پیغام دیا ہے کہ جماعت سے الگ ہو کر کوئی شخص اسلام پر قائم نہیں رہ سکتا۔ یہ فلسفہ انھوں نے شعری علامات کے ذریعے واضح کیا۔ یہاں انہوں نے موسم خزاں ، شجر اور ٹہنی کو بطور علامت استعمال کیا ہے اقبال رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ خزاں کے موسم میں درخت سے ٹوٹ جانے والی ٹہنی بہار آنے پر ہری نہیں ہو سکتی۔ خزاں سے مراد زوال کا دور ، درخت سے مراد مسلمان قوم اور ٹہنی ایک فرد کی علامت ہے۔ ان علامات سے اقبال رحمۃ اللہ علیہ مسلم اتحاد کا پیغام دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ انسان جب اپنی قوم سے تعلق توڑ دے تو اس کی نشوونما اور ترقی رک جاتی ہے اور بربادی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔
منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبیﷺ ، دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں
مسلمانوں کی تاریخ پر نگاہ ڈالیں تو بہت سے ایسے قائدین ایسے ملتے ہیں جنہوں نے مسلم اتحاد کے لیے بہت جدوجہد کی ۔ سید جمال الدین افغانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اتحاد عالم اسلام کے لیے بڑا کام کیا۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اتحاد کا پیغام بار بار ملتا ہے۔
ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کا شغر
اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ٹوٹی ہوئی ٹہنی کی مثال دے کر یہ حقیقت واضح کی ہے کہ اپنی قوم سے کٹ جانے والا فرد ذلیل و خوارہو جائے گا اس لیے اگر مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ وہ ترقی کریں اور دنیا میں ان کا وہی مقام ہو جو ان کے آباؤاجداد کا تھا تو پھر انہیں آپس کے اختلافات کو ختم کر کے اتحاد و اتفاق سے رہنا ہو گا۔ ہمارا دین بھی ہمیں مل جل کر رہنے کا درس دیتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :
” اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو اور تفرقے میں نہ پڑو “
شعر 2۔ ہے لازوال عہد خزاں اس کے واسطے
کچھ واسطہ نہیں ہے اسے برگ و بار سے

لازوال۔ کبھی نہ ختم ہونے والا۔ عہد خزاں۔ پت جھڑ کا موسم / خزاں کا زمانہ۔ اس کے واسطے۔ اس کے لیے۔ واسطہ۔ تعلق۔ برگ و بار۔ پتے اور پھل

تشریح۔

خزاں کے موسم میں درخت سے الگ ہو جانے والی شاخ کے لیے خزاں کا موسم کبھی ختم نہیں ہوتا اس کا پھل ، پھول اور پتوں سے کوئی تعلق نہیں رہتا اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ جو شخص اپنے مرکز و محور سے تعلق توڑ دیتا ہے وہ تنہا زندگی کا سفر طے نہیں کر سکتا اس کی پہچان ختم ہو جاتی ہے ایسا انسان دنیا میں ترقی نہیں کر سکتا ہے۔ کیونکہ انسانی فطرت ہے کہ معاشرے اور قوم کے ساتھ مل کر آگے بڑھ سکتا ہے۔ ایک قدیم محاورہ ہے۔

" اتفاق میں برکت ہے۔ "

یعنی انسان کی ساری ترقی اجتماعی زندگی میں پوشیدہ ہے۔

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

اقبال رحمۃ اللہ علیہ فلسفۂ اجتماعیت کو شجر کی علامت سے واضح کرتے ہوئے اتحاد کا درس دے رہے ہیں۔ ان کی شاعری نے مسلمانانِ ہند کے خوابیدہ احساسات کو جگایا اور ان میں ایک ولولہ پیدا کیا۔ انہوں نے مسلمانوں میں یہ شعور دیا کہ اگر انہیں اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرنا ہے تو اس کے لیے آپس میں اتحاد قائم کرنا ہو گا۔

ملک ہیں اتفاق سے آزاد
شہر ہیں اتفاق سے آباد

حضورﷺ کا ارشاد ہے :

" اے مسلمانو ! تم پر اجتماعی زندگی بسر کرنا فرض ہے۔ "

ایک حدیث کا مفہوم ہے

مسلمان آپس میں جسم کی مانند ہیں جسم کے ایک حصے میں درد ہو تو پورا جسم تکلیف میں مبتلا ہو کر جاگتا رہتا ہے۔

آج اگر ہم میں یہی جذبہ پیدا ہو جائے تو مسلمان ایک بہترین قوم بن کر ابھر سکتے ہیں۔

آبرو واقعی تیری ملت کی جمیعت سے تھی
جب یہ جمعیت گئی دنیا میں رسوا تو ہوا

شعر 3۔

ہے تیرے گلستان میں فصل خزاں کا دور
خالی ہے جیب گل ، زر کامل عیار سے

گلستان۔ باغ۔ فصل خزاں۔ پت جھڑ کا موسم / خزاں کا موسم۔ دور۔ زمانہ۔ جیب گل۔ پھولوں کی جیب / پھولوں کا کیسا / دامن۔ زر کامل۔ خالص سونا۔

تشریح۔

اے مسلمان ! تیرے باغ میں خزاں کا موسم آیا ہوا ہے۔ پھولوں کا دامن خالص سونے سے خالی ہو گیا ہے۔ بربادی اور ویرانی نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ملت اسلامیہ کو یکجہتی کا درس دے رہے ہیں اور ان میں نقصان کا احساس زیاں پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ تمہارے آباؤاجداد تو وہ تھے جن کے علم و ہنر کا دنیا میں ڈنکا بجتا ہے دوسری اقوام میں ان کی ترقی مثال بن چکی ہے باقی دنیا نے علوم وفنون مسلمانوں سے ہی سیکھے۔

لیے علم و فن ان سے نصرانیوں نے
کیا کسب اخلاق روحانیوں نے
ادب ان سے سیکھا صفاہانیوں نے
کہا بڑھ کے لبیک یزدانیوں نے
ہر اک دل سے رشتہ جہالت کا توڑا
کوئی گھر نہ دنیا میں تاریک چھوڑا

باغ اور خزاں کی مثال دیتے ہوئے اقبال رحمۃ اللہ علیہ کہہ رہے ہیں کہ اب باغ میں رونق اور شادابی نہیں ہے۔ پھولوں کا دامن خالص سونے سے خالی ہو گیا ہے۔ پھولوں کو ہاتھ میں لیا جائے تو ان کے درمیان زرد (yellow) رنگ کا سفوف ہوتا ہے جو فوراً ہاتھوں کو لگ جاتا ہے یہی سفوف پھولوں کی شادابی اور خوشبو کو برقرار رکھتا ہے۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اس سفوف سے ہمیں یہ سمجھانا چاہ رہے ہیں کہ مسلمانوں کے باغ میں وہ شادابی اور خوشبو اس لیے باقی نہیں رہی کیونکہ مسلمانوں نے اسلامی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا ہے اور اب وہ لوگ بھی ان میں موجود نہیں رہے جن کے سینے ایمان کی روشنی سے منور تھے۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس زوال سے باہر نکلنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ اپنے اندر اتحاد پیدا کیا جائے اور اسلامی تعلیمات پر عمل کیا جائے۔

بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام ترا دیس ہے تو مصطفویﷺ ہے

شعر 4۔

جو نغمہ زن تھے خلوت اوراق میں طیور
رخصت ہوئے ترے شجر سایہ دار سے

نغمہ زن۔ گیت / نغمہ گانے والے۔ خلوت۔ تنہائی۔ اوراق۔ ورق کی جمع مراد پتے
طیور۔ طائر کی جمع مراد ہے پرندے۔ رخصت۔ چلے گئے۔ شجر سایہ دار۔ سایہ دار درخت

تشریح۔

پتوں کے سائے میں میٹھے گیت گانے والے پرندے تیرے سایہ دار درخت سے جا چکے ہیں۔ اب امت مسلمہ پر زوال کا وقت آگیا ہے۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ یہاں افسوس کر رہے ہیں کہ مسلمان زوال کا شکار ہیں۔ دوسری اقوام ان پر حاکم بن گئی ہیں کبھی وہ وقت تھا کہ مسلمان برصغیر پر بڑی شان و شوکت سے حکومت کر رہے تھے ان کے آباؤاجداد جن کے سینے ایمان کی روشنی سے منور تھے۔ جو رہبر تھے ، رہنما تھے اور کردار کے غازی تھے۔ رفتہ رفتہ دنیا سے جا چکے ہیں۔ جمال الدین افغانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے مسلم اتحاد کے علم بردار جنہوں نے مسلمانوں کو ایک جھنڈے تلے جمع کیا۔ یہ رہنما اپنے اندر وہ اعلیٰ خوبیاں رکھتے تھے جو انہیں دوسروں سے ممتاز کرتی تھیں۔

نگہ بلند ، سخن دلنواز ، جاں پرسوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لیے

حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں ہر جگہ ترقی اور کامیابی صرف اور صرف اتحاد و اتفاق کے ذریعے ہی ملتی ہے لیکن مسلمان اس عظیم دولت کو کھو کر غلام بن چکے ہیں۔ ان کا ذہن ، خیالات اور کردار سب غلامی کا شکار ہیں اور اس سے زیادہ افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ مخلص اور قوم کا درد رکھنے والے رہنما ان میں باقی نہیں رہے۔ اہل دل اور مخلص رہنما موجود ہوں تو قوم کی ترقی کی امید کی جا سکتی ہے لیکن قدرت کی طرف سے ایسے انمول ہیرے برسوں بعد ہی کسی قوم کو ملتے ہیں

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا
شاید یہی جذبہ اور خوبیاں مسلمانوں اور خاص طور پر نوجوان نسل میں پیدا کرنا چاہ رہے ہیں کہ تم اپنے اندر اتحاد اور یکجہتی پیدا کرنے کی کوشش کرو لیکن جس قوم کی صفوں میں انتشار پیدا ہو جائے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے۔
انشا وہی پیش نامہ ہے زوال مرد کا
اتحاد قوم و ملت کا جشن کرتے رہو
شعر 5۔
شاخِ بُریدہ سے سبق اندوز ہو کہ تو
نا آشنا ہے قاعدۂ روزگار سے
تشریح۔
شاخِ بُریدہ۔ کٹی ہوئی شاخ / ٹہنی۔ سبق اندوز۔ سبق حاصل کرنا۔ نا آشنا۔ نا واقف۔ قاعدۂ روزگار۔ زمانے کے طور طریقے / زمانے کا قاعدہ / زمانے کا اصول
تشریح۔
تجھے کٹی ہوئی شاخ سے سبق حاصل کرنا چاہیے کیونکہ تو زمانے کے دستور اور طریقے سے واقف نہیں ہے۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ یہاں امت مسلمہ سے مخاطب ہیں کہ اے مسلمان ! تو کٹی ہوئی شاخ سے سبق حاصل کر۔ کیونکہ جس طرح یہ کٹی ہوئی شاخ اب درخت سے الگ ہو چکی ہے اور جلد ہی خشک ہو کر ختم ہو جائے گی۔ اسی طرح اپنے اصل سے تعلق توڑ لینے والا بھی دنیا میں ناکام رہتا ہے۔ اس لیے اگر تم عروج پانا چاہتے ہو تو تمہیں اپنی ملت سے مضبوط تعلق قائم رکھنا ہو گا کیونکہ قوم افراد کا مجموعہ نہیں ہوتی بلکہ مسلمانوں کے قومی وجود کی بنیاد اسلام پر ہے اور اسلام ہی وہ مرکز ہے جس کے گرد جمع ہو کر ہم مضبوط ملت بن سکتے ہیں۔
اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمیﷺ
اتحاد کی طاقت انسان میں ایک نیا ولولہ اور جوش و جذبہ پیدا کرتی ہے اگر یہ طاقت کمزور پڑ جائے تو اس قوم کے افراد ٹوٹی ہوئی شاخ کی طرح بہت جلد خزاں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جب مسلمانوں کی سنہری تاریخ دیکھیں تو پتا چلتا ہے کہ جب مسلمان متحد تھے تو ان کا نام پوری دنیا میں پھیلا ہوا تھا جب انہوں نے اتحاد کے سبق کو بھلا دیا تو زوال کا شکار ہو گئے اور دوسری اقوام ان کے علوم وفنون پر چھا گئیں۔
مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ
شعر 6۔
ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ
ملت۔ قوم مسلم۔ گروہ۔ رابطہ استوار رکھنا۔ مضبوط تعلق قائم رکھنا۔ پیوستہ۔ جڑا ہوا۔ ملا ہوا۔ ایک جان۔ رہ۔ رہو (رہنا کا فعل امر)۔ امید بہار۔ بہار میں فیضیاب ہونے کی امید۔
تشریح۔
ملت ایک درخت کی مانند ہے اس سے مضبوط تعلق رکھ کر ہی یہ امید کی جا سکتی ہے کہ بہار آنے پر اس سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ نظم کے اس شعر میں بھی یہی پیغام جو نظم کے باقی اشعار میں بھی

دیا گیا ہے کہ اے مسلمان ! اپنا تعلق اپنی قوم و ملت سے مضبوط رکھو اگرچہ اس وقت امت مسلمہ پر خزاں یعنی زوال کا وقت آیا ہوا ہے لیکن ہر خزاں کے بعد بہار اور ہر رات کے بعد سویرا آتا ہے۔

زوال کی نشاندہی کرنے کے بعد اقبال رحمۃ اللہ علیہ بہار کی علامت استعمال کرتے ہوئے عروج کا آئینہ دکھا رہے ہیں۔ مسلمانوں میں ان کے آباؤاجداد کے شاندار ماضی کی اصل وجہ ان کا کردار اور اتحاد تھا۔

تجھے آباء سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی

کہ تو گفتار وہ کردار ، تو ثابت وہ سیارہ

مسلمان آج بھی زوال کا شکار ہیں لیکن اس زوال کو اپنی قسمت سمجھنے کے بجائے انہیں چاہیے کہ وہ خود کو اس سے نکالیں دوسروں کی مدد پر بھروسہ نہ کریں بلکہ اپنی قوم اور ملت کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کریں تاکہ اپنے کھوئے ہوئے مقام کو حاصل کر سکیں۔

اقبال رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر مسلمان خوشحالی اور کامیابی چاہتے ہیں تو انہیں خود کو ملت کے ساتھ منسلک کرنا ہو گا آپس کے اختلافات کو ختم کر کے ایک ہونا ہو گا۔ اسلامی تعلیمات پر عمل کر کے ہی امید بہار یعنی عروج کی امید کی جا سکتی ہے۔

بتان رنگ و بو کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا

نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

مشق

سوال نمبر 1۔ درج ذیل سوالوں کے جواب دیں۔

۱۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ڈالی اور شجر سے کیا مراد لیا ہے ؟

جواب۔ ڈالی سے مراد ملت اسلامیہ کا فرد ہے اور شجر سے مراد ملت اسلامیہ ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ موسم خزاں میں شجر سے ٹوٹ جانے والی ڈالی بہار کے موسم میں بادل برسنے پر بھی ہری بھری نہیں ہو سکتی اسی طرح جب انسان اپنی ملت سے تعلق توڑ لیتا ہے تو اس کی ترقی رک جاتی ہے۔

۲۔ عہدِ خزاں کس کے واسطے لازوال ہے ؟

جواب۔ عہدِ خزاں ٹوٹی ہوئی شاخ کے لیے لازوال ہے۔ اس کا درخت کے پتوں اور پھولوں سے کوئی تعلق نہیں رہتا کیونکہ جو ٹہنی درخت سے جدا ہو جاتی ہے وہ زوال کا شکار ہو جاتی ہے اس لیے شاعر ملت کو آپس میں جڑے رہنے کا درس دے رہے ہیں کیونکہ جو شخص ملت سے تعلق توڑ لیتا ہے تو پھر وہ تنہا زندگی بسر نہیں کر سکتا۔

۳۔ کس کے گلستان میں فصل خزاں کا دور ہے ؟

جواب۔ مسلمان قوم کے گلستان میں فصل خزاں کا دور ہے۔ شاعر ملت اسلامیہ کو ایک عظیم درس دے رہا ہے کہ وہ مسلمان جن کو کبھی عروج حاصل تھا اب آپس کی نفرتوں ، علم کی کمی اور اتحاد نہ ہونے کی وجہ سے حاکم سے محکوم بن گئے ہیں۔ ان پر خزاں آگئی ہے۔

۴۔ جیب گل کس چیز سے خالی ہے ؟

جواب۔ جیب گل زر کامل یعنی پھولوں کا دامن اس خالص سونے سے خالی ہے جو اس کی خوشبو اور شادابی کو برقرار رکھتا ہے۔ اس سے اقبال رحمۃ اللہ علیہ یہ مثال دے رہے ہیں کہ مسلمان اتحاد و اتفاق کو کھو چکے ہیں ان کی ترقی اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے سے ہے لیکن انہوں نے اسلامی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا ہے انہوں نے علم و تحقیق کا راستہ چھوڑ دیا ہے ان کا کردار عمل سے خالی ہے جس کی وجہ سے انہوں نے اپنا عروج کھو دیا ہے اور زوال کا شکار ہو گئے ہیں۔

۵۔ خلوت اوراق میں کون نغمہ زن تھے ؟

جواب۔ پتوں کے سائے میں میٹھے گیت گانے والوں سے مراد وہ عظیم رہنما جو اتحاد و اتفاق کا پیغام دیتے رہے۔ انہوں نے اپنی زندگی عالم اسلام کے اتحاد کے لیے وقف کر دی اور تمام زندگی مسلمانوں کی اصلاح کے لیے جدوجہد کرتے ہوئے گزار دی لیکن افسوس کہ اب وہ رہنما ہم میں نہیں ہیں۔

۶۔ ہمیں کس چیز سے سبق اندوز ہونا چاہیے ؟

جواب۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمیں کٹی ہوئی شاخ سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔
فطرت کا اصول یہ ہے کہ جو شاخ شجر سے ٹوٹ جاتی ہے وہ کبھی ہری بھری نہیں ہو سکتی اسی طرح اپنی اصل سے تعلق توڑ لینے والا انسان ناکام ہی ہوتا ہے اگر ہم عروج حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپس کی نااتفاقی چھوڑ کر اپنی ملت سے تعلق قائم کرنا ہو گا۔

۷۔ امید بہار کے لیے کس بات کی ضرورت ہے ؟

جواب۔ اپنی ملت سے مضبوط تعلق رکھ کر ہی یہ امید کی جا سکتی ہے کہ بہار یعنی عروج سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آپس میں اتحاد و اتفاق قائم کیا جائے اور اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوا جائے۔

سوال نمبر 3۔ مندرجہ ذیل شعر کی نثر بنائیں۔

جو نغمہ زن تھے خلوت اوراق میں طیور
رخصت ہوئے ترے شجر سایہ دار سے

جواب۔

جو طیور خلوت اوراق میں نغمہ زن تھے
ترے شجر سایہ دار سے رخصت ہوئے

سوال نمبر 5۔ مندرجہ ذیل تراکیب اور مرکبات کے معنی بتائیں اور جملوں میں استعمال کریں۔

1۔ فصل خزاں۔ (خزاں کا موسم)
مسلمانوں کے باغ میں فصل خزاں کا دور ہے۔

2۔ سحاب بہار۔ (بہار کا بادل)
آج سحاب بہار خوب زور سے برسا۔

3۔ عہد خزاں۔ (خزاں کا دور)
آج کل مسلمانوں پر عہد خزاں آیا ہوا ہے۔

4۔ برگ و بار۔ (درخت کے پتے اور پھل)
بارش سے سب برگ و بار دھل گئے۔

5۔ نغمہ زن۔ (گیت گانے والے)
صبح صبح باغ میں بہت سے پرندے نغمہ زن تھے۔

6۔ خلوت اوراق۔ (پتوں کی تنہائی / تنہا پتے)
خلوت اوراق میں میٹھے گیت گانے والے پرندے اڑ چکے ہیں۔

7۔ شجر سایہ دار۔ (سایہ دار درخت)
شدید گرمی میں پرندے شجر سایہ دار کے نیچے جمع تھے۔

8۔ شاخِ بُریدہ۔ (کٹی ہوئی شاخ)
یہ فطرت کا اصول ہے کہ شاخِ بُریدہ دوبارہ ہری نہیں ہو سکتی۔

9۔ سبق اندوز۔ (سبق حاصل کرنا)
ہمیں کٹی ہوئی شاخ سے سبق اندوز ہونا چاہیے۔

10- قاعدۂ روزگار۔ (زمانے کا دستور)
ہمیں زمانے کے ساتھ چلنے کے لیے قاعدۂ روزگار سے آشنا ہونا چاہیے۔
11- امید بہار۔ (بہار کی امید)
اپنی قوم سے تعلق رکھ کر ہی امید بہار ہو سکتی ہے۔
سوال نمبر 10۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس نظم میں فرد اور قوم کے تعلق کو ٹہنی اور درخت سے واضح کیا۔ جس طرح ٹہنی درخت سے الگ ہو کر ہری بھری نہیں ہو سکتی اسی طرح مسلمان اپنی قوم و ملت سے الگ رہ کر ترقی نہیں کر سکتے کیونکہ جب ایک شخص اپنی ملت سے تعلق توڑ لیتا ہے تو وہ زوال کا شکار ہو جاتا ہے اس کی کامیابی و کامرانی اسی میں ہے کہ وہ اپنی ملت کے ساتھ جڑا رہے۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

اردو (ب)

اردو ب کی کاپی پر خوش خط لکھنا ہے اور8 کلاس کا کام یاد کرنا ہے۔
ڈراما ۔ مکالمہ نویسی
(اردو الف کی کتاب کے صفحہ 67 پر تعریف تحریر ہے)۔